مشکلات زندگی کی رکاوٹ نہیں، ہماری شخصیت کو نکھارنے کا ذریعہ ہیں۔

کامیابی، خوشی اور حقیقی اطمینان کی بات ہو اور زندگی کے مسائل کا ذکر نہ آئے، ایسا ممکن نہیں۔ زندگی ہمیشہ ہماری خواہشات کے مطابق نہیں چلتی۔ کبھی راستے میں مشکلات آتی ہیں، کبھی حالات ہمارے حوصلے کا امتحان لیتے ہیں اور کبھی ناکامی ہمیں ایسے مقام پر لا کھڑا کرتی ہے جہاں آگے بڑھنے کا راستہ دکھائی نہیں دیتا۔ لیکن اصل سوال یہ نہیں کہ ہماری زندگی میں مسائل کیوں آتے ہیں، بلکہ یہ ہے کہ ہم ان مسائل کا سامنا کس سوچ اور رویے کے ساتھ کرتے ہیں۔ آپ نے شاید مرفی کے قانون کے بارے میں سنا ہو، جس کے مطابق اگر کوئی چیز خراب ہو سکتی ہے تو وہ ضرور خراب ہوگی۔ بظاہر یہ بات مایوس کن محسوس ہوتی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ زندگی میں غیر متوقع حالات اور مشکلات سے بچنا ممکن نہیں۔ البتہ ان حالات میں ہمارا ردِعمل ہماری شخصیت، سوچ اور مستقبل کا تعین ضرور کرتا ہے۔ مشکلات کا سامنا کرنے کے حوالے سے صوفی شاعر کبیر داس کا ایک خوب صورت دوہا ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

سجن سونا، سادھو جن، ٹوٹے جڑے سو بار

دُر جن کُمبھ کمار کے، ایکے کرا دار ار

اس دوہے میں کبیر داس انسانوں کے کردار کا موازنہ سونے اور کمہار کے بنائے ہوئے مٹی کے برتن سے کرتے ہیں۔ ان کے مطابق نیک دل اور مضبوط کردار کے لوگ سونے کی مانند ہوتے ہیں۔ انہیں زندگی میں کتنی ہی بار مشکلات توڑنے کی کوشش کریں، وہ دوبارہ خود کو سنبھال لیتے ہیں۔ اس کے برعکس کمزور ارادوں اور منفی سوچ رکھنے والے لوگ مٹی کے برتن کی طرح ہوتے ہیں، جو ایک مرتبہ ٹوٹ جائیں تو دوبارہ اپنی اصل حالت میں نہیں آ پاتے۔ یہ دوہا ہمیں سکھاتا ہے کہ مشکلات کا آنا ہماری کمزوری نہیں، بلکہ ان کے سامنے ہمت ہار جانا ہماری ترقی کی راہ میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔

اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے ایک طالب علم کی کہانی بہت دلچسپ ہے۔ ایک دن سکول میں سائنس کی کلاس کے دوران اس بچے نے پڑھا کہ ایک سنڈی (Caterpillar) کس طرح اپنے گرد ایک خول (Cocoon) بناتی ہے اور کچھ ہفتوں تک اس کے اندر رہنے کے بعد ایک خوب صورت تتلی کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ یہ عمل سائنسی زبان میں تبدیلیِ ماہیت (Metamorphosis) کہلاتا ہے۔ سکول سے گھر واپس آتے ہوئے اس کی نظر اپنے باغیچے میں گلاب کی جھاڑی پر لٹکے ہوئے ایک خول پر پڑی۔ یہ دیکھ کر وہ بے حد خوش ہوا۔ اب اس کے پاس اپنی ہی گھر کی تجربہ گاہ تھی، جہاں وہ اپنی آنکھوں سے تتلی کو بنتے دیکھ سکتا تھا۔ اس دن کے بعد وہ روزانہ اسکول جاتے اور واپس آتے ہوئے اس خول کا جائزہ لیتا۔ کئی دن گزر گئے، یہاں تک کہ ایک روز اسے خول میں ایک باریک سا شگاف دکھائی دیا۔ وہ جان گیا کہ تتلی باہر آنے کی تیاری کر رہی ہے۔

چونکہ وہ ہفتے کا دن تھا اور سکول کی چھٹی تھی، اس لیے وہ ہر گھنٹے بعد جا کر خول کو دیکھتا۔ دوپہر تک تتلی نے خول سے باہر نکلنے کی کوشش شروع کر دی۔ بچہ پوری توجہ سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ ننھی تتلی مسلسل جدوجہد کر رہی تھی، اپنے گرد موجود خول کو توڑنے کی کوشش میں بار بار زور لگا

رہی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ تقریباً آدھی باہر نکل آئی، لیکن اچانک اس کی حرکت رک گئی۔ وہ خول میں پھنس گئی تھی۔ جتنا زور لگاتی، اتنی ہی بے بسی سے اس میں اُلجھتی جاتی۔ خول ہل رہا تھا اور تتلی مسلسل باہر نکلنے کی کوشش کر رہی تھی۔ یہ منظر دیکھ کر بچے کو اس پر ترس آنے لگا۔ اس نے سوچا کہ اس ننھی مخلوق کو اتنی تکلیف کیوں برداشت کرنے دی جائے؟ کیوں نہ اس کی مشکل آسان کر دی جائے؟ وہ فوراً گھر کے اندر گیا، قینچی اٹھائی اور واپس آ کر خول کو احتیاط سے کاٹ دیا۔ تتلی آزاد ہو کر زمین پر گر پڑی۔ بچے کو اُمید تھی کہ اب وہ اپنے خوب صورت پر پھیلائے گی اور اڑان بھر لے گی۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔

تتلی کا پیٹ غیر معمولی طور پر پھولا ہوا تھا اور اس کے پر سکڑے ہوئے تھے۔ وہ زمین پر رینگنے کی کوشش تو کر رہی تھی، مگر اڑنے کے قابل نہیں تھی۔ بچے نے سوچا کہ شاید کچھ دیر بعد اس کے پر کُھل جائیں گے اور وہ معمول کے مطابق اڑنے لگے گی، لیکن ایسا کبھی نہ ہو سکا۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ تتلی کے لیے خول سے باہر نکلنے کی یہی جدوجہد اس کی نشوونما کا ایک لازمی حصہ تھی۔ اسی عمل کے دوران اس کے جسم میں موجود سیال مادہ پیٹ سے پروں کی طرف منتقل ہوتا ہے، جس سے پر پھیلتے اور مضبوط ہوتے ہیں۔ اگر تتلی یہ جدوجہد نہ کرتی تو اس کے پر کبھی مکمل طور پر نشوونما نہیں پا سکتے تھے۔ بچے نے ہمدردی میں اس کی مشکل تو آسان کر دی، لیکن انجانے میں اس سے وہ موقع چھین لیا جس کے ذریعے تتلی نے اڑنے کے قابل بننا تھا۔

یہ کہانی صرف ایک تتلی کی نہیں، ہماری زندگی کی بھی عکاسی کرتی ہے۔ ہم اکثر چاہتے ہیں کہ ہماری زندگی میں کوئی مشکل نہ آئے، ہر کام آسانی سے ہو جائے اور کامیابی بغیر کسی جدوجہد کے مل جائے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بعض مشکلات ہماری شخصیت کی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ ناکامی ہمیں دوبارہ کوشش کرنا سکھاتی ہے، تنقید ہمیں اپنی اصلاح کا موقع دیتی ہے، ذمہ داریاں ہمیں سنجیدہ بناتی ہیں اور مشکل فیصلے ہماری سوچ کو پختگی عطا کرتے ہیں۔ اگر ہم ہر آزمائش سے بچنے کی کوشش کریں تو ممکن ہے ہم اپنی صلاحیتوں کو پہچاننے اور انہیں نکھارنے کا موقع بھی کھو دیں۔ مشکلات کے سامنے منفی رویہ اختیار کرنے والا شخص مایوسی اور بے دلی کا شکار ہو جاتا ہے، جبکہ مثبت سوچ رکھنے والا انسان انہی حالات میں سیکھنے، سنبھلنے اور آگے بڑھنے کا راستہ تلاش کرتا ہے۔

ایک خوب صورت قول اسی حقیقت کو یوں بیان کرتا ہے: میں نے خدا سے دانائی مانگی تو اس نے مجھے مسائل دیے تاکہ انہیں حل کر کے میں دانا بن سکوں۔ میں نے حوصلہ مانگا تو اس نے مجھے خطرات دیے تاکہ میں ان پر قابو پا کر بہادر بن سکوں۔ میں نے طاقت مانگی تو اس نے مجھے رکاوٹیں دیں تاکہ انہیں عبور کر کے مضبوط بن سکوں۔ میں نے محبت مانگی تو اس نے مجھے غریبوں اور ضرورت مندوں سے ملایا تاکہ ان کی خدمت کے ذریعے میرے اندر محبت پیدا ہو۔'' آخر میں اس دُعا کا مفہوم ہمیں ایک گہرا سبق دیتا ہے کہ ہماری دعائیں ہمیشہ ہماری خواہش کے مطابق پوری نہیں ہوتیں، بلکہ بعض اوقات خدا ہمیں وہ حالات عطا کرتا ہے جن کی ہمیں اپنی شخصیت کی تکمیل کے لیے ضرورت ہوتی ہے۔ یاد رکھیے! ہر مشکل آپ کو توڑنے کے لیے نہیں آتی، بعض مشکلات آپ کے اندر چھپی ہوئی طاقت کو بیدار کرنے آتی ہیں۔ جس طرح تتلی کی اڑان اس کی جدوجہد سے وابستہ ہے، اسی طرح انسان کی حقیقی کامیابی بھی اس کے صبر، حوصلے اور مشکلات سے سیکھنے کی صلاحیت میں پوشیدہ ہے۔